نمبر ۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲ رمضان ۱۳۲۵ | جلد ۱۱

الہامات

۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء - انت منی بمنزلۃ رحی الاسلام

ترجمہ - تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکی کے ہے -

۲- انرتک واخترتک

ترجمہ - میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے پسند کیا -

۳- انّ اللہ معی فی کل حال

ترجمہ - خدا ہر حال میں میرے ساتھ ہے -

۴- ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ میں ہوں تیری منشاء کے مطابق -

۵- کل یوم ھو فی شانٍ

(یعنے ہمیشہ موافقت کرنا لازمی امر نہیں - ابتلا بھی درمیان ہیں)

۶- احببتُ ان اعرف

ترجمہ - مینے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں -

۷- انی انا ربک الرحمٰن - ذوالعز والسلطان

ترجمہ - میں تیرا رب رحمٰن ہوں صاحب عزت کا اور صاحب غلبہ کا -

۸- انت منی بمنزلۃ عرشی

۹- انت منی بمنزلۃ ھارون

(یعنے تو میرے دین کی نصرت کرتا ہے جیسے ہارون موسٰی کی نصرت کرتا تھا)

۱۰- الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل - الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرًا ابابیل

۱۱- لائف آف پین - (ترجمہ) تلخ زندگی

۱۲- رب ارحمنی ان فضلک و رحمتک ینجی من العذاب

ترجمہ - اے میرے رب مجھ پر رحم فرما تحقیق تیرا فضل اور تیری رحمت ہی عذاب سے نجات دیتے ہیں - یعنی تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے بچاتے ہیں

۱۳- تعلقت بالاھداب

ترجمہ - مینے دامن سے تعلق کیا یعنے اس کا دامن پکڑا -

نوٹ - گذشتہ ہفتہ کے الہامات دوبارہ مع ترجمہ کے چھاپے جاتے ہیں - ایڈیٹر

۳ / اکتوبر قبل نماز ظہر

روحانی فائدہ حاصل کرنے کے لئے آپ ہی کوشش کرنی چاہئے

ایک شخص نے عرض کی کہ میں روحی فائدہ کے واسطے یہاں آیا ہوں مجھے کچھ بتایا جاوے -

فرمایا روحانی فائدہ بھی انہیں کو پہونچتا ہے جو آپ کوشش کرتے ہیں - دیکھو ہمارے نبی کریم صلعم سب سے اعلیٰ اور افضل تھے مگر انہوں نے بھی دین کیخاطر کیسے کیسے مصائب اٹھائے - دین بھی تو مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے - خدا چاہتا تو ایسا نہ کرتا - مگر اس نے دنیا کے لئے بھی یہی قانون رکھا ہے کہ محنت سے سب کچھ ہوتا ہے اگر خدا کا فضل بھی ہو اور محنت بھی ہو تو انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے - دنیا کے کاموں کے لئے انسان کیسے کیسے دکھ اٹھاتا اور کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور تب جاکر کچھ حاصل ہوتا ہے تو کیا دین کے لئے کچھ بھی محنت اور سعی نہیں کرنی چاہئے ؟ اگر تھوڑا سا مقدمہ آجاوے تو پھر انسان اس کے واسطے کہاں کہاں سے سفارشیں لاتا ہے اور کسقدر خرچ کرتا ہے اور کتنی کوشش کرتا ہے اور اگر باوجود اتنی کوشش کے وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے تو پھر اپیل کرتا ہے بلکہ اگر وہ بھی خارج ہو جاتی ہے تو پھر کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کرکے اپیل در اپیل کرتا اور کیا کیا کچھ کرتا ہے تو کیا دین کو بھی

دنیا کے لئے محنت کرتے ہو تو دین کے لئے بھی محنت کرو

ایسا سمجھنا چاہئے کہ وہ محض پھونک مارنے اور کسی ورد وظیفہ کے کرنے سے حاصل ہو جائیگا اور یونہی آرام طلبی سے گذارنے پر اس میں کامیابی حاصل ہو جاوے گی ؟ خدا تعالیٰ تو فرماتا - احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ۲۰/۱۲ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں - کہ صرف زبانی قیل و قال

زبانی قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا امتحانوں میں پورے اترو

پر ہی ان کو چھوڑ دیا جاوے گا اور صرف اتنا کہنے سے ہی کہ ہم ایمان لے آئے دیندار سمجھے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ ہوگا - بلکہ امتحان اور آزمائش کا ہوتا نہایت ضروری ہے کسب انبیاء کا اسپر اتفاق ہے کہ ترقی مدارج کے لئے آزمائش ضروری ہے - اور جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا دیندار نہیں بن سکتا - یہ قاعدہ کی بات

دکھ کے بعد راحت ہے

ہے کہ دکھ کے بعد ہی ہمیشہ راحت ہوا کرتی ہے یاد رکھو جو شخص خدا کی راہ میں دکھ اور مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں - وہ کاٹا جاوے گا - ترقی ہمیشہ مصائب اور تکالیف کے بعد ہوتی ہے اور ایمانی حالت کا پتہ اسی وقت لگتا ہے جب تکالیف اور مصائب آویں روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو دکھ اور تکالیف اٹھانے کے لئے تیار کرلینا چاہئے - ع

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

بعض لوگ آتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ہمیں پھونک مار دو کہ ولیاءاللہ بنجاویں اور ہمارا سینہ صاف ہو جاوے اور روحانی معراج پہ پہونچ جاویں اور ہمارے

سینہ اور قلب پھونکوں سے پاک صاف نہیں ہوا کرتا

قلب میں پاکیزگی پیدا ہو جاوے - ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ سب کچھ دکھوں اور تکالیف کے بعد ملجاتا ہے اور ضرور ملجاتا ہے مومن کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا

جب انسان دنیا کے لئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کرلیتا ہے ایک کسان کو ہی دیکھو کہ پہر رات کے قریب اٹھتا ہے ہل جوتتا ہے اور کتنی تکالیف اٹھاتا اور محنت کرتا ہے نہ رات کو آرام کرتا ہے اور نہ دن کو بلکہ جب بہت سی مشکل کے بعد فصل پک ہی جاتا ہے اس وقت بھی اس کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا مصائب اٹھاتا ہے اور اپنے عیال و اطفال سے علیحدگی اختیار کرکے اسے کاٹتا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے دکھ اٹھاتا ہے - اور اس دنیا کے لئے جو آج ہے اور کل فنا ہو جائیگی

جب فانی دنیا کے لئے اتنی کوشش کرتے ہو تو پھر دین کے لئے اس سے بھی بڑھ کر محنت کرو

بار بار پھرتا اور مصیبت پر مصیبت اور دکھ پہ دکھ اٹھاتا ہے تو کیا پھر دین ہی ایسی چیز ہے جو محض پھونک مارنے سے حاصل ہو جاتا ہے - اور اس میں کسی امتحان آزمائش اور محنت کی ضرورت نہیں ؟ دین کے لئے ایسی توقع کرتا اور اس کو ایک حلوہ بے دودہ کیطرح سمجھنا

دین حلوہ بے دودہ نہیں

کسیطرح بھی ٹھیک نہیں -

صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ پر غور کرو کہ انہوں نے دین کیخاطر کیسے کیسے مصائب اٹھائے اور کن کن دکھوں میں وہ مبتلا ہوئے نہ دن کو آرام کیا نہ رات کو خدا کی راہ میں ہر ایک مصیبت کو قبول کیا اور جان تک قربان کردی - اور دین کیخاطر سر کٹوا دیئے مجھے اسوقت یاد آگیا ہے کہ ایکدفعہ

صحابہ کے حالات پر غور کرو

آنحضرت صلعم ایک دشمن کے مقابلہ پر ایسے موقع پر نکلے کہ دوپہر کا وقت اور گرمی کا موسم تھا - سخت گرمی اور تپش تھی - لو چلتی اور تیز دہوپ پڑتی تھی - چلتے چلتے ایک نہایت ہی خوشگوار سرسبز اور شاداب چشمے پر پہونچے - ایک صحابی نے ایسی خوشگوار سرسبز اور ہری بھری جگہ دیکھ کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجاوے کہ اسجگہ پر عبادت کروں - آنحضرت صلعم نے جواب دیا - توبہ کرو کیا تو نہیں جانتا کہ یہ سب مصیبت ہم خدا کی خاطر برداشت کر رہے ہیں - ایسی خوش کن جگہ پر آرام کرکے عبادت کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں -

وہ بندگی ہی نہیں جو دکھ درد کے ساتھ نہیں

وہ تو بندگی ہی نہیں جو دکھ درد کے ساتھ نہیں - ہندوؤں کے گروؤں کیطرح کسی تالاب یا عمدہ حوض کے کنارے پر بیٹھکر بآرام زندگی بسر کرتا اور سرسبز ہری بھری جگہ پر

ہندوؤں کے گروؤں کیطرح تالابوں پر بیٹھنے والے نہ بنو

لیٹ کر خدا کی یاد کرنے سے کچھ نہیں بنتا - چاہئے کہ ابتلاؤں اور امتحانوں میں ثابت قدم رہو - اور خدا کے لئے جان دینے میں بھی فرق نہ رکھو اور اس کی راہ میں قربان ہونے کے لئے ہر وقت تیار رہو - جب انسان اپنے دل میں فیصلہ کرلیتا ہے اور دکھ کے لئے تیار رہتا ہے - تب پھر خدا بھی ملتا ہے - اور روحانی فائدہ بھی ہوتا ہے - یہی سنت اللہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی اور انبیاء کا سلسلہ شروع ہوا بغیر دکھ اور تکالیف کے برداشت کرنے کے خدا راضی نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی دین حاصل ہوتا ہے - بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ کسی جنتر منتر یا پھونک سے ہی ہمیں اولیاءاللہ بنا دیویں اور ایک زندگی کی روح پھونک دیویں مگر خدا تو پہلے ذبح کرلیتا ہے

ذبح ہونیکے بعد زندگی ملتی ہے

اور پھر زندہ کرتا ہے بلکہ ایسے ایسے امتحانوں کی اور آزمائشوں کے وقت انسان خود بھی معلوم کرلیتا ہے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا - اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے امتحانوں میں پورا اترنے کے بعد خدا ضرور ملتا ہے - جب تک انسان خدا کی راہ میں تکالیف

اور مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتا تب تک ترقی کی امید ہی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو یہ جو نماز پڑھی جاتی ہے اس میں بھی

نماز بھی اضطرابی حالت کو ظاہر کرتی ہے

ایک طرح کا اضطراب ہے جیسی کھڑا ہونا پڑتا ہے کبھی رکوع کرنا پڑتا ہے اور کبھی سجدہ کرنا پڑتا ہے اور پھر طرح طرح کی اعتنائیں کرنی پڑتی ہیں مطلب یہی ہوتا ہے کہ انسان خدا کے لئے دکھ اور مصیبت کو برداشت کرنا سیکھے ورنہ ایک جگہ بیٹھکر بھی تو خدا کی یاد ہو سکتی تھی۔ پر خدا نے ایسا منظور نہیں کیا صلوٰۃ کا لفظ ہی سوزش پر دلالت کرتا ہے۔ جب تک انسان کے دل میں ایک قسم کا قلق اور اضطراب پیدا نہ ہو۔ اور خدا کے لئے اپنے آرام کو نہ چھوڑے تب تک کچھ بھی نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ فطرتاً اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جو ان باتوں میں پورے نہیں اتر سکتے اور پیدائشی طور پر ہی ان میں ایسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جو وہ ان امور میں استقلال نہیں دکھا سکتے مگر تاہم بھی توبہ اور استغفار بہت کرنی چاہیئے کہ کہیں

دین سے بے پرواہی اچھی نہیں

ان میں ہی شامل نہ ہو جاویں جو دین سے بالکل بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اور اپنا مقصود بالذات دنیا کو ہی سمجھتے ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں علیحدہ علیحدہ امتحان اور آزمائشیں ہوا کرتی ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو خدا کی راہ میں جانیں دی تھیں اور اپنے سر کٹوائے تھے۔ اور دوسرے نبیوں کے زمانہ میں کسی اور قسم کے ہی

امتحان الگ الگ ہوا کرتے ہیں

دکھ اور مصائب تھے۔ غرض جب تک انسان ابتلاؤں اور آزمائشوں میں پورا نہیں اترتا تب تک ترقی نہیں کرتا اور مقبول حضرت احدیت نہیں ہوتا بغیر تکلیفوں اور طرح طرح کے مصائب کے تو کچھ بنتا ہی نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے اس پر بدظنی نہیں کرنی

اللہ کریم پر بدظنی مت کرو

چاہیئے جو اسکی سنت کو نگاہ میں رکھیگا۔ اور اس کے لئے دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاویگا وہ ضرور کامیاب ہوگا اگر اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلیگا اور بخل سے کام لیگا تو رہ جاویگا۔ دیکھو فوجیں ہیں جو لوگ بھرتی ہوتے ہیں اور دنیا کی خاطر لڑتے مرتے اور جان دینے کے لئے نوکر ہوتے ہیں وہ کوئی ہزاروں روپیہ تو تنخواہ نہیں پاتے یہی دس بارہ روپیہ کی خاطر جان دینا قبول کر لیتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ خدا کی خاطر اور اس

دائمی سکھ کیلئے کوشش کرنی چاہیئے

دائمی بہشت اور دائمی خوشنودی کے لئے کوئی فکر نہیں کرتے۔ جب دنیا کے لئے ایسے ایسے کام کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حقیقی آرام اور ہمیشہ کے سکھ کے لئے اتنی کوشش نہیں کیجاتی؟ اصل میں ایسے لوگ خدا کی اور خدا کے انعام و اکرام کی قدر نہیں کرتے اگر اسکی قدر کرتے تو جان کیا چیز تھی جو قربان کرنے کے لئے طیار نہ ہو جاتے۔ اصلی زندگی اور حقیقی سکھ تو یہی ہے جو خدا کی راہ میں مرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ حقیقی زندگی تو اپنے آپ پر ایک موت وارد کر لینے سے ہی ملا کرتی ہے۔ ایسے لوگ جو جنتروں منتروں اور ٹونوں ٹوٹکوں کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ دین کے لئے کوشش کرنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ بڑے آرام سے اندر گھر بیٹھے بٹھائے قلب کی صفائی

صفائی قلب کیلئے آرام کو چھوڑ دو

حاصل ہو جاوے۔ اصل میں جھوٹے قصوں اور کہانیوں نے ان لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ایسی باتوں سے

جھوٹے قصوں سے دنیا کو بہت نقصان پہنچایا

انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ دین ایک ایسی چیز ہے جو جنتروں منتروں اور تعویذوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے ان لوگوں نے بعض بعض ریاضتیں جو مشہور ہوئی ہیں جنپر عمل کرنے سے کہتے ہیں قلب جاری ہو جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ باوجود قلب جاری ہونے کے عملی حالت انکی اور بھی خراب ہو جاتی ہے اور ایسے وظائف میں سے ایک ذکر ارّہ بھی ہے کہ جس کا نتیجہ خونی

بدعتی ریاضتیں سل پیدا کرتی ہیں

سل ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھا ہے جیسے فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا (۳۰/۱۴) اور یہ اسی بات کیطرف اشارہ ہے کہ انسان خدا کی رضا کے ساتھ راضی ہو جاوے

رضا بالقضا سیکھو

کوئی دوئی نہ رہے۔ خدا کے ساتھ کسی اور کی ملونی نہ رہے اور کسی قسم کی دوری یا جدائی نہ رہے۔ یہ تھوڑی سی بات نہیں ہے یہ وہ مشکل گھاٹی ہے جو بڑے بڑے مصائب اور امتحانوں کے بعد طے ہوا کرتی ہے۔ یہ نماز جو تم لوگ پڑھتے ہو صحابہ بھی یہی نماز پڑھا کرتے تھے

صحابہ بھی یہی نماز پڑھتے تھے مگر اُن کا اخلاص اعلیٰ درجہ کا تھا

اور اسی نماز سے انہوں نے بڑے بڑے روحانی فائدے اور بڑے بڑے مدارج حاصل کئے تھے۔ فرق صرف حضور اور خلوص کا ہی ہے۔ اگر تم میں بھی وہی اخلاص صدق وفا اور استقلال ہو تو اسی نماز سے اب بھی وہی مدارج طے کر سکتے ہو جو تم سے پہلوں نے حاصل کئے تھے چاہیئے کہ خدا کی راہ میں دکھ اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار رہو۔ یاد رکھو جب اخلاص اور صدق سے کوشش نہیں کروگے کچھ نہیں بنیگا۔ بہت آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ یہاں سے توبیعت کر جاتے ہیں مگر گھر میں جاکر جب تھوڑی سی بھی تکلیف آئی۔ اور کسی نے دھمکایا تو جھٹ مرتد ہوگئے۔ ایسے لوگ ایمان فروش ہوتے ہیں۔ صحابہ کو دیکھو کہ انہوں نے تو دین کیخاطر اپنے سر کٹوا دیئے تھے اور جان و مال سب خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے کسی دشمن کی دشمنی کی انہیں پرواہ تک بھی نہ تھی وہ تو خدا کی راہ میں سب طرح کی تکالیف اٹھانے اور ہر طرح کے دکھ برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور انہوں نے اپنے دلوں میں فیصلہ کیا ہوا تھا مگر یہ ہیں۔ جو ذرا بھی نمبردار یا کسی اور شخص نے دھمکایا تو دین ہی

دنیا کی خاطر جو بیعت کرتے ہیں تو وہ تھوڑی سی دھمکی سے ہی مرتد ہو جاتے ہیں

چھوڑ دیا ایسے لوگوں کی عبادتیں بھی محض پوست ہی پوست ہوتی ہیں۔ ایسوں کی نمازیں بھی خدا تک نہیں پہنچتیں بلکہ اسی وقت ان کے منہ پر ماری جاتی ہیں اور ان کے لئے لعنت کا موجب ہوتی ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون (۳۰/۲۴)

حقیقی نمازی بنو

وہ لوگ جو نمازوں کی حقیقت سے ہی بیخبر ہوتے ہیں انکی نمازیں نری ٹکریں ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ ایک سجدہ اگر خدا کو کرتے ہیں تو دوسرا دنیا کو کرتے ہیں۔ جب تک انسان خدا کے لئے تکالیف اور مصائب کو برداشت نہیں کرتا تب تک مقبول حضرت احدیت نہیں ہوتا دیکھو دنیا میں بھی اس کا نمونہ پایا جاتا ہے اگر ایک غلام اپنے آقا کا ہر ایک تکلیف اور مصیبت میں اور ہر ایک خطرناک میدان میں ساتھ دیتا رہے

غلام جب مصیبت میں کام آتا ہے تو پھر وفادار دوست بن جاتا ہے

تو وہ غلام غلام نہیں رہتا بلکہ دوست بنجاتا ہے۔ یہی خدا کا حال ہے۔ اگر انسان اسکا دامن نہ چھوڑے اور اسی کے آستانہ پر گرا رہے اور استقلال کے ساتھ وفاداری کرتا ہے تو پھر خدا بھی ایسے کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ (باقی دیکھو صفحہ ۱۳ کالم ۲)

رمضان المبارک

چونکہ رمضان شریف ایک بڑا متبرک مہینہ اور بہت قریب آگیا ہے اور اسلامی دنیا میں اسکی بڑی قدر و منزلت ہے اور مسلمان لوگ اس مبارک مہینہ میں خدا کی رضامندی کے لئے گویا ایک اور ہی چولا پہن لیتے ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند ضروری باتوں سے خلق خدا کو آگاہ کر دیا جاوے قربان جائیں اس احکم الحاکمین کے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اور اس کو عجیب و غریب حیرت انگیز جوہر اور قوائے عطا کر کے اسکی ترقی کے مناسب حال احکام فرمائے جب ہم انسانی وجود کی بناوٹ پہ غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض احکام اس قسم کے ہی اس کو ماننے پڑتے ہیں جنکی خلاف ورزی انسان کر ہی نہیں سکتا۔ مثلاً قضا حاجت کے لئے جانا اور ایسی گندگی کا نکالنا انسان کی اپنی مقدرت سے باہر ہے خواہ کتنی ہی کوشش کرے اس فعل سے باز نہیں رہ سکتا۔ پاؤں پہ یا اس کے بدن کے کسی اور حصہ پر اگر چوٹ لگائیں تو بشرط صحت ضرور ہی درد محسوس کرے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اس درد کو محسوس ہی نہ کرے۔ ایسا ہی آنکھوں میں دیکھنے کی قوت ہے۔ یہ انسان سے کبھی نہیں ہو سکتا کہ بشرط صحت آنکھیں بھی کھولے اور پھر دیکھے ہی کچھ نہیں بلکہ آنکھیں کھولنے پر اسے ضرور ہی کچھ نہ کچھ دیکھنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی زبان میں ایک قوت ذائقہ ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ بشرط صحت کسی چیز کا ذائقہ تو کچھ اور ہو اور سمجھ کچھ اور لے اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ میٹھے کو کڑوا اور کڑوے کو میٹھا سمجھے۔ غرض ایسے فعل* ہی انسان سے صادر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے امور کو شرعی احکام سے کچھ تعلق نہیں ہوتا اور ان کے کرنے یا نہ کرنے کا شرعی طور پہ انسان کو کوئی عذاب ثواب نہیں ملتا اور نہ ملے گا۔

اور دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جن کے کرنے اور نہ کرنے کی انسان کو استطاعت۔ مقدرت اور وسعت ہے اور ہر ایک ذی ہوش خواہ اوپر سے انکار ہی کرے مگر دل سے اس بات کو ضرور مانتا ہے کہ بعض باتوں کے کرنے اور نہ کرنے کی انسان مقدرت رکھتا ہے۔ مثلاً کھانا کھاتے وقت بیجا خرچ اور اسراف سے بچنا انسان کی اپنی وسعت میں ہے۔ کوئی اسپر جبر نہیں کہ ضرور ہی پیٹ بھر کے کھائے بلکہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا پہ ہی

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

پر خوشی خوشی عمل کر سکتا ہے۔ ایسے ہی بعض جگہوں اور مجلسوں میں چل کر جانا انسان کی اپنی استطاعت میں ہے اور پاؤں ایسے امور میں کلی کہا مانتے ہیں۔ اور بعض چیزوں کو دیکھنا اور بعض کو نہ دیکھنا بعض جگہ آنکھیں بند کر لینا اور بعض جگہ کھولنا یہ انسان کی اپنی مقدرت میں ہے۔ ایسے ہی زبان سے جو کچھ چاہیں اناپ شناپ بک سکتے ہیں کسی کی بیجا تعریف کر سکتے ہیں۔ کسی کو گندی گالی نکال سکتے ہیں۔ بیگانہ عورت کے ساتھ شہوت کو بڑھانے والی اور بدکاری پہ آمادہ کرنیوالی باتیں کر سکتے ہیں اور پھر بڑے بڑے اخلاقی لیکچر دے سکتے ہیں اور بڑے بڑے حقایق اور معارف اور عجیب عجیب نکات بھی اسی زبان سے بیان کر سکتے ہیں۔ غرض ایسے فعل بھی انسان سے صادر ہوتے رہتے ہیں جو اس کی اپنی مقدرت میں ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی امور کے لئے شرعی احکام ہوا کرتے ہیں۔ اور وہ مذہب ایک گندہ اور مردود مذہب ہے جس نے اس تفریق کو مد نظر نہیں رکھا سچے مذہب کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ اس میں ایسے کام اور احکام ہوں جو انسان کی وسعت استطاعت اور مقدرت کے ماتحت ہوں انسانی طاقت اور ہمت سے بڑھکر نہ ہوں۔ مثلاً تین ایک ہے اور ایک تین ہیں یہ ایک ایسا گورکھ دھندہ ہے جو انسانی دماغ و دل کسی طرح سمجھ ہی نہیں سکتا

غرض قرآن شریف میں جتنے احکام درج ہیں وہ انسان کی بہتری اور بھلائی کے لئے اکسیر کا کام دیتے ہیں اور وہ سب کے سب انسانی مقدرت اور استطاعت کے نیچے ہوتے ہیں۔ مثلاً ان احکام میں سے روزہ رکھنے کا بھی ایک حکم ہے جس میں بے شمار فائدے اور آرام ہیں اور اس سے انسان وہ وہ منافع حاصل کر سکتا ہے جو کسی اور طریق سے حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسے فرمایا اللہ کریم نے یاایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون یعنے اے ایمان والو تم پر بھی پہلوں کی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں۔ اور اس سے تمہاری یہ بھلائی اور بہتری مد نظر رکھی گئی ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ اب اس بات کو معلوم کرنے کے لئے کہ روزہ سے انسان کسطرح متقی بن سکتا ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ روزہ چیز کیا ہے؟

روزہ اصل میں ایک وقت معین یعنے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور محض اسی کے حکم کی تعمیل کے بموجب کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے اور اس طرح پر فطرتی قوتوں اور طبعی تقاضوں پر حکمرانی کرنے کا نام ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بقائے شخص کے لئے کھانا پینا اور بقائے نوع کیلئے مباشرت کرنا انسان کے اہم ضروریات میں سے ہے مگر روزہ رکھنے سے انسان محض خدا کی خاطر ایک وقت تک ان ضروریات سے دستکش رہتا ہے۔ روزے کے وقت جانتا ہے کہ پیاس لگی ہوئی ہے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ ٹھنڈا پانی موجود ہے مگر محض اس لئے کہ خدا نے منع کیا ہوا ہے اس کے پینے سے رکتا ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ غور تو کرو کہ جوان آدمی ہوتا ہے۔ ہر طرح سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے شہوانی قوائے اپنے پورے جوش پر ہوتے ہیں دل چاہتا ہے کہ مباشرت کرے۔ اپنی بیوی پاس ہی موجود ہوتی ہے اپنی حاجات اور خواہشات کو بڑے آرام سے اور محض اپنے اشارہ سے ہی پورا کر سکتا ہے کوئی روک نہیں کوئی خوف نہیں مگر محض اللہ کے حکم کی تعمیل پر اور محض اسی کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک وقت تک اپنے نفس پر جبر کرتا ہے اپنی خواہشوں پر حکمرانی کر کے غالب آتا ہے اور محض خدا کے حکم سے بیگانہ عورت سے نہیں بلکہ اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرتا

* جو کہ اپنی مقدرت اور وسعت سے باہر ہوتے ہیں

اور اس احکم الحاکمین کے حکم کی خاطر اپنے نفس پر جبر کرتا ہے۔ سوچو اور خدا کے لئے غور سے سوچو اور بار بار سوچو کہ ایسا انسان خدا کی نافرمانی کب کر سکتا ہے۔ آیا منداء اور حقیقی روزہ دار تو سمجھتے ہیں کہ اگر بالفرض محال۔ عمدہ مکان ہو عمدہ موقع ہو عیش و عشرت کے سامان اور ہر طرح کا آرام موجود ہو دنیاوی طور پر نہ کسی کا ڈر اور خطرہ ہو نہ کسی کو اطلاع ہو سکتی ہو۔ جوان اور مضبوط ہو خوبصورت بیگانہ عورت بدکاری کے لئے میسر آسکتی ہو۔ مگر روزہ رکھنے کا عادی اُس وقت بھی محض خدا کے خوف سے اور محض اُسی کے فضل سے بچ جائے گا اور ضرور بچ جائے گا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بطور نمونہ کے قرآن مجید میں درج ہے۔

الغرض متقی بنانے کے لئے اور خدا پر پورا پورا ایمان پیدا کرانے کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی امتحان اور طریقہ نہیں اور دنیا بھر میں نہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ روزہ کا عادی بدیوں سے بچ رہتا ہے بلکہ اس میں روزہ رکھنے سے

۱۔ ملکی صفات حلیمی خاکساری اور دیگر صفات حسنہ ترقی کرتے ہیں۔

۲۔ نفس امارہ آہستہ آہستہ بالکل کمزور ہو جاتا ہے۔

۳۔ انسان بردبار اور صبر و استقلال کا عادی بن جاتا ہے اور پھر ساتھ ہی طبی اصول کے مطابق کئی ایک بیماریوں سے بھی بچ جاتا ہے۔

اب اخیر پر میں مختصر طور سے اتنا عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی رخصتوں سے بھی ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بھی تقویٰ کی ایک باریک راہ ہے۔ اس لئے بیمار اور مسافر سفر سے واپس آکر اور مریض مرض سے شفا پاکر روزے رکھیں اور گنتی کے دن پورے کریں) حاملہ عورت اور جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور بہت بوڑھا مرد اور بہت بوڑھی عورت کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور اس کے عوض (اگر طاقت ہو) تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے اسی لئے اس نے اعمال صالحہ کے لئے اس بات کی شرط لگا دی ہے کہ وہ اعمال محض خدا کے لئے ہوں اور اسی پر ایمان رکھکر کئے گئے ہوں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن ۲۴ ایسے ہی قرآن مجید میں اور جگہوں پر بھی مومن ہونے کی شرط لگائی ہے اور بغیر ایمان کے خواہ کیسے ہی نیک اعمال کئے جائیں وہ خدا کے لئے نہیں سمجھے جاتے اور نہ ہی وہ خدا کے لئے کئے جاتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کے کچھ اور ہی اغراض ہوتے ہیں منجملہ ان کے یا تو انہیں دنیاوی عزت اور فائدہ مدنظر ہوتا ہے اور یا وہ گناہ کرنے پر قادر نہیں ہوتے اسی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ محض بھوکا رہنے سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ خدا کے لئے روزہ رکھنا چاہیئے اور رکھنے سے پہلے نیت ضرور کرلینی چاہیئے کوئی شے اگر بے ارادہ حلق میں یا اندر پیٹ میں بھی چلی جاوے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو لوگ ایسی جگہوں پر کام کرتے ہیں جہاں خوردنی اشیاء کے ذرات وغیرہ بغیر قصد اور ارادہ کے اندر حلق میں چلے جاتے ہیں۔ تو ایسی باتوں سے ان کا روزہ بھی نہیں ٹوٹتا۔

خود بخود قے آنے سے یا آکر لوٹ جانے سے یا سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو جانے سے یا سرمہ وغیرہ آنکھوں میں ڈالنے سے یا خوشبو وغیرہ سونگنے سے روزہ نہیں ٹوٹا کرتا۔ اور ایسے ہی دانتوں میں سے خون جاری ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ کو افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ افطار میں دیر کرنا یہودیوں کی عادت ہے اور حضرت حکیم الامت فرمایا کرتے ہیں کہ بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اپنے آپ میں تغیر نہ پایا۔ رمضان میں گریہ خشیت اللہ دعا اور رضا میں تغیر کرو۔ تو کہ آسمان سے تمہارے لئے برکات کا نزول ہو۔

۱۔ بار بار تہجد پڑھو تاکہ بار بار عرض کا موقع ملے۔

۲۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے۔

۳۔ پورے ابال اور جوش سے۔

۴۔ خلوت میں بیٹھ بیٹھ کر دعائیں مانگو۔ سب دشنام غیبت۔ لغو کاموں بدنظری اور کثرت کلام سے بچو۔ منزل قرآن کا پڑھنا اور مجاہدہ کا کرنا ضروری سمجھو قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کر کے دیکھو۔ اور خدا کی یاد بہت کرو خدا آپ کو اور مجھکو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار محمد ظہیر الدین۔ عفی عنہ

مجربات نور دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسی طرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے۔ بیٹے اپنے ذاتی اور عام فائدہ کیلئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپ کی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جس کی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات اور مختلف مجرب اور آسان علاج اس میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کے مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خریدے گا فی الحال پہلی جلد طیار ہے۔ قیمت ۱۰/ علاوہ محصول ڈاک۔

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

(بقیہ صفحہ ۱۱)

اور اس کے ساتھ دوست والا معاملہ کرتا ہے۔ وفاداری کا مادہ تو کتے میں ہی پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ بھوکا رہے۔ بیمار ہوجاوے۔ کمزور ہو جاوے خواہ کچھ ہی ہو مگر اپنے مالک کے گھر کو نہیں چھوڑتا۔ اور وہ لوگ جو ذرا سی تکلیف پر دین سے ہی روگردان ہو جاتے ہیں ان کو کتے سے سبق سیکھنا چاہئے۔

وفاداری کا سبق کتے سے سیکھو

لکھا ہے کہ ایک یہودی مشرف باسلام ہوا کچھ دن بعد جو مصیبت کا سامنا ہوا اور بھوکا مرنے لگا اور فاقہ پر فاقہ آنے لگا تو کسی یہودی مکان پر بھیک مانگنے کے لئے گیا یہودی نے اس نو مسلم کو چار روٹیاں دیں جب وہ روٹیاں لے کر جا رہا تھا تو ایک کتا بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس شخص نے یہ خیال کر کے کہ شائد ان روٹیوں میں کتے کا بھی کچھ حصہ ہے ایک روٹی کتے کے آگے پھینکدی اور آگے چل دیا۔ کتا اس روٹی کو جلدی جلدی کھا کر پھر پیچھے پیچھے ہو لیا تب اس نے خیال کیا کہ شائد ان روٹیوں میں سے نصف حصہ کتے کا ہو تب اس نے ایک اور روٹی کتے کے آگے پھینک دی مگر کتا اس کو بھی کھا کر پیچھے پیچھے چلدیا۔ پھر اس نے جب معلوم کیا کہ کتا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اسے خیال گذرا کہ شائد تین حصے اس کے ہوں اور ایک حصہ میرا ہو اس نے اس نے ایک روٹی اور ڈالدی مگر کتا وہ روٹی کھا کر بھی واپس نہ گیا تب اسے کتے پر غصہ آیا۔ اور کہا تو تو بڑا بد ذات ہے۔ مانگ کر میں چار روٹیاں لایا تھا مگر ان میں سے تین کھا کر بھی تو پیچھا نہیں چھوڑتا۔ خدا تعالے نے اس وقت کتے کو بولنے کے لئے زبان دیدی تب کتے نے جواب دیا کہ میں بد ذات نہیں ہوں۔ میں خواہ کتنے فاقے اٹھاؤں مگر مالک کے سوائے دوسرے گھر پر نہیں جاتا۔ بد ذات تو تو ہے جو دو تین فاقے اٹھا کر ہی کافر کے گھر مانگنے کے لئے آگیا۔ تب وہ مسلمان یہ جواب سنکر اپنی حالت پر بہت پشیمان ہوا۔

ایسے ہی گورداسپور میں ایک بلی تھی خواہ کچھ ہی اس کے پاس پڑا رہے مگر وہ بغیر اجازت کچھ نہ کھاتی تھی۔ ایک دفعہ بعض دوستوں نے اس بلی کے مالک کو کہا کہ ہم بھی یہ تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حلوہ دودھ چھیچھڑے وغیرہ بلی کے پاس رکھکر باہر سے قفل لگا دیا۔ تین دن کے بعد جو دیکھا تو بلی مری پڑی تھی اور وہ کھانا اسی طرح صحیح سالم موجود تھا۔ اگر ارذل مخلوقات کے صفات حسنہ بھی انسان میں نہ پائے جائیں۔ تو پھر وہ کس خوبی کے لائق ہے۔

اطلاع عام

چونکہ ہماری طرف سے کیا تحریراً اور کیا تقریراً پورے طور پر مخالفوں پر اتمام حجت ہو چکا ہے اس لئے اب ان کے ایسے کلمات کا اخباروں میں رد کرنا جو انصاف پر مبنی نہیں ہیں ہرگز مناسب نہیں اب یہ تمام امور خدا تعالے کی عدالت میں ہیں وہ خود آسمان سے ان کا فیصلہ کرے گا اس لئے ہم تمام لوگوں اور تمام مخالفین کو عام اطلاع دیتے ہیں کہ اب مخالفین کی تحریروں کے مقابل پر ان کا نام لے کر کوئی تحریر شائع نہیں ہوگی بجز اس صورت کے کہ کوئی ایسا افترا شائع کریں جسپر خاموشی کرنے سے دین کا حرج ہو

والسلام علی من اتبع الہدے

ایڈیٹر الحکم۔

چھ سال کا تجربہ

جب ہم کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم کو یہ بات معلوم کرنے سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے بہت سے ہمسایہ بھی اسی طرح کی مصیبت میں مبتلا تھے اور جب ہم اپنے ہمسایوں سے وہ طریقہ جس سے انھوں نے اس مصیبت سے رہائی پائی دریافت کرتے ہیں تب ہم بھی وہی رستہ اختیار کرنیکا مصمم ارادہ کرتے ہیں جس سے وہ کامیاب ہوئے تھے - اس سے بھی زیادہ بہتر خبر یہ ہے کہ کلکتہ کا ایک نامی طبیب ہمیں ایسی دوا بتاتا ہے جو ہمیں شفا بخشے گی - ڈاکٹر سی - سی - متر صاحب ایل - ایم - ایس - ج اسوور مکرجی کمپنی عطاران - ۱ - ۱۲۹ کورن والیس اسٹریٹ کے شفاخانہ کے طبیب) لکھتے ہیں کہ گذشتہ چھ سال سے اپنے انگریز اور دیسی مریضوں کو ڈوڈ کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں استعمال کرا رہا ہوں اور ان کو گردوں کے اختلاط - درد کمر - اور درد مفاصل میں مفید پایا ہے - ایسے مریضوں سے تکلیف پانیوالوں کو میں بغیر کسی پس و پیش کے اس دوا کے استعمال کرنے کی صلاح دیتا ہوں گردوں کی بیماری اسوجہ سے خطرناک ہے کہ وہ اتنی خفیہ اور آہستہ آہستہ اپنا گھر کرتی ہے کہ جو شخص دردسر - گٹھیوں اور قلب (دل) کی بیماری - بیخوابی - سکر اناسستی اور کاہلی میں مبتلا ہے وہ اصل سبب کو نہیں جانتا یہ سب علامتیں گردوں کے خراب ہونے کی ہیں اور اسی طرح ذیل کی شکایات بھی درد پشت جلندھر پیشاب کی بیماریاں اور درد مفاصل اور گردوں کا سڑنا - یہ گولیاں ان سب باتوں کو رفع کرتی ہیں کیونکہ اصل سبب یعنے گردوں کی بیماری دور کرتی ہیں - تمام دوا فروشوں کی دوکانوں یا براہ راست ڈوڈ کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۸۱ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ - اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا تھا بھیجیں گے تو آپ کی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی -

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق پر بینظیر و سریع الاثر مجرب المجرب خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالےٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے - اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و اسرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور اُن کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اُترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے - تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء ادائے فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ - مگر اُن اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت -

نوٹ - جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و زر اُجرت سے مطلع فرما دیں -

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالےٰ فوراً رفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلا طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں - وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالےٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ -

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام حصہ دوم - یہ بینظیر کتاب سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو تیر و تار کر دیا ہے قیمت ۱۲ر - سَت بچن ۱۲ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے - خصوصیت کے ساتھ جو الزام جو دہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۱۲ر - نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۳ر - فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے - قیمت ۲ر - نور القرآن - حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۳ر - ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں - یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہو گئی ہے - قیمت فی پارہ (۱۲ر) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - قیمت ۳ر - سلک مروارید حصہ دوم - قیمت ۳ر - مرآۃ الجہاد رعایتی عمر

راقم

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

کہ باوجود ان بڑی بڑی کوششوں کے آخر مجبور آ انہیں مکان چھوڑنے ہی پڑے اور جو ایک دو کے زندہ رہنے کی بابت سنا تھا وہ بھی مردہ ہی ثابت ہو گئے۔ مگر کیا کہوں اس جگہ سے مجھے کچھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ اسحالت میں بھی میں اُسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ میری خوشی اور آرام کے سامان کچھ اسی جگہ سے زیادہ میسر ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ اور نیز بہتوں کے ساتھ میرا رابطہ محبت اور طرح طرح کے پیچ در پیچ تعلقات تھے اور دل گوارا نہیں کرتا تھا کہ یہاں سے جدا ہوؤں مگر جب انجام پر غور کرتا تھا اور اس کے ساتھ کچھ اپنی پہلی حالت کو بھی ملا لیتا تھا تو پھر اپنی غلط فہمیوں کا اقرار کرتا تھا اور اس وقت مجھے اپنی محبت والی چیزوں کی جدائی اور مفارقت کا خیال آرام نہیں لینے دیتا تھا بہتیرا میں دل کو سمجھاتا تھا کہ جتنے دن یہاں ہیں آرام سے گذارو اور جسطرح بنے سکھ لے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مگر جب یہ سکھ محض عارضی اور محدود عرصہ کے واسطے معلوم ہوتا تھا۔ اور اس کا حاصل کرنا بھی میری اپنی طاقت سے باہر تھا تو پھر چنداں خوشی نہ ہوتی تھی اور ایسی ناپائدار خوشحالی حاصل کرنے کے لئے زیادہ کوشش کرنا میں ایک طرح سے بیوقوفی سمجھتا تھا۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ جب کبھی اپنے انجام کو بھول جاتا تو پھر انہیں دھندوں میں منہمک ہو جاتا اور اکثر اوقات ایسا مست ہو جاتا تھا کہ گویا ہمیشہ کے لئے اب یہاں رہنا ہے اور اب یقینی طور پر یہاں سے تبدیلی نہیں کروں گا اور باوجودیکہ ہر طرف سے یہی آوازے آتے تھے کہ یہ ایسی جگہیں جہاں ہمیشہ کے لئے قبضہ کر سکیں اور راحت اور آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ اور ساتھ ہی کچھ ہو کر دو پیر ٹھوکریں ہی لگتی تھیں۔ اگر میں وفکر کرتا تھا تو ایک دفعہ سنبھلتا تھا مگر سوائے اس کے کہ میں چوکنا ہوتا اور غفلت اور سستی کو چھوڑ کر انجام شناس بنتا آہستہ آہستہ میری طبیعت کسیقدر برداشت کرنیوالی ہو گئی۔ اور کسیقدر بردباری کا مادہ ترقی کرنے لگا اور اس قسم کی باتیں سننے کا میں کچھ عادی سا ہو گیا۔ بہتیرے ناصح بن بن کر آئے۔ اور عجیب عجیب پیرایوں میں بھیڑے بھیڑوں کی شکل میں آتے تھے۔ اور طرح طرح کی پند و نصائح سناتے کہ اسجگہ ہمیشہ نہیں رہنا دل مت لگاؤ مگر جب میں ان کو اپنے سے ہی زیادہ بے پرواہ اور چند روزہ عیش و عشرت اور نہایت ہی محدود اور عارضی آرام میں بیہوش اور سرمست پاتا تو پھر دل ہی دل میں ان کے پند و نصائح پر میں ہنس دیا کرتا تھا جب وہ ناصح اور نام کو مذہبی لیکچرار بڑے بڑے پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو کر لمبے چوڑے وعظ اور عجیب عجیب نصیحتیں کیا کرتے تو میں دل ہی دل میں انکی باتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ میں نیک کام کرنے کا عادی اور بد کاموں سے نفرت رکھتا تھا مگر اس واسطے نہیں کہ ان کے وعظوں کا مجھپر اثر تھا اور کسی آنیوالے جہان یا ہوگ جونی پر میرا یقین ہو گیا تھا۔ بلکہ صرف اس لئے کہ میں سمجھتا تھا کہ نیکوکار و نیکی اسی جگہ عزت ہوتی ہے۔ ہاں رسمی طور پر میں قیامت کا قائل تھا۔ اور میں ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتا تھا۔ اور ہر مجلس میں اپنی طرف سے کچھ اس طور کی گفتگو کرنے کی سعی کرتا تھا جس سے میرا خیال ہوتا تھا کہ تقریباً سب کے سب ایک حد تک خوش ہوں گے۔ اور انہیں کاموں کو میں اچھے کام سمجھتا تھا جن سے اسی جگہ میری عزت ہو اور گو مجھے اسپر عمل کرنے کا موقع نہیں مل سکا مگر بعض وہ باتیں جن کو کرنا مری ایک میں بدا سمجھا جاتا تھا خلوت میں اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کیخاطر یا اپنے کسی فائدہ کیخاطر عمل میں لانا میں جائز سمجھتا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ نیکی بدی کی تفریق خدا کیطرف سے نہیں بلکہ ہمارے بزرگوں نے بڑے بڑے تجربوں بعد محض انتظام قیام تمدن کے لئے یہ حدود لگائی ہیں۔ اور میں خوب سمجھتا تھا کہ ایسی باتیں پبلک میں بیان نہیں کیجاتیں مگر خلوت میں اپنی خوشی خوشی عمل کر لیا جاتا ہے۔ اور باوجودیکہ ہر طرف سے یہی آوازے آتے تھے کہ خدا کے حکموں کی نافرمانی مت کرو مگر میں اس سے زبان خلق را نقارہ خدا سمجھو والا معاملہ سمجھا کرتا تھا۔ گو میں رسمی طور پر اپنی ذات اور صفات میں واحد لا شریک سمجھتا تھا۔ مگر اس لامحدود و قدوس ازلی ابدی کے خالق کے ساتھ ایک حقیر ناچیز نہایت ہی محدود و گندے اور فنا ہو جانیوالے انسان کا ہمکلام ہونا میری سمجھ میں نہیں آیا کرتا تھا اور یہ باتیں سن سنکر کہ حضرت موسیٰ سے خدا ہمکلام ہوا۔ اور حضرت عیسےٰ اور اس کے حواریوں کی طرف خدا نے وحی بھیجی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبین پر خدا نے اپنی ایک کامل اور مفصل کتاب نازل کی میں حیران ہوا کرتا تھا اور اکثر میرے دل میں خیال اٹھا کرتا تھا کہ اصل میں ہر ایک مذہب کے والوں نے رعب جمانے کے لئے ایسے ایسے قصے بنا رکھے ہیں۔ ورنہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوگی۔ اور اگر حقیقت میں خدا انسانوں سے ہمکلام ہی ہوا کرتا ہے تو وہ انسان کس قسم اور بناوٹ کے ہوتے ہونگے جن سے یہ قیل و قال ہوتی تھی۔ اور کبھی کبھی یہ وہم بھی اٹھا کرتا تھا کہ وہ خدا بھی عجیب خدا ہے جو باوجود خالق الکل اور مالک الکل ہونے اور اپنی ذات اور صفات میں ازلی ابدی ہونے کے کسی زمانہ میں اپنی صفات سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور گونگوں کیطرح محض چپ چاپ کف لسان اختیار کر کے بیٹھ رہے۔ اور اپنی ایک ایسی صفت کو معطل اور بیکار کر دے جسپر اسکی تمام دوسری صفات کا دارومدار ہے۔ غرض اس قسم کے تخیلات اور توہمات میں گرفتار رہتا تھا۔ مگر رسمی طور پر میں مسلمان تھا۔ مسلمانوں کی اولاد تھا۔ نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا تھا اور دیگر مذاہب کی تردید بھی کرتا تھا مگر یہ جو کچھ تھا برائے نام تھا کسی حقیقی اور یقینی راستے پر چلنے کی خاطر سے نہ تھا۔ غرض میں اس گھبراہٹ میں کچھ مدت سفر کرتا رہا اور ایک حد تک سفر کی تکلیفوں سے واقف بھی ہو گیا اور میں اس راستہ میں بڑی تیزی کے ساتھ سفر کر ہی رہا تھا جو ایک رہبر نے خدا کی بڑی بڑی رحمتیں اور برکتیں اس کے شامل حال ہوں میری دستگیری کی اور اسی راستہ کے ساتھ ساتھ مگر بالکل مخالف ایک سڑک بتائی جو مضبوط تجربہ کار اور بردبار حوصلہ والے جوان کے لئے ایک قدم کے فاصلہ پر تھی مگر میں تو آہستہ آہستہ ہی اس سڑک پر پہنچا تھا وہ سڑک بالکل صاف اور سیدھی تھی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں تھا۔ مگر ادھر ادھر ہونے سے بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوتا تھا اور بڑے بچ کر چلنے کا مقام تھا۔ ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ عجیب و غریب باتیں دیکھنے میں آئیں۔ پیشتر اس کے کہ میں وہ مفید اور آپ ذر سے لکھنے والی جملہ معترضہ کے طور پر اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(باقی پھر کبھی) (ظہیر)

انجمن احمدیہ انبالہ

برادر مکرم ایڈیٹر صاحب الحکم

۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء کو انجمن کے پندرہ روزہ جلسہ پر منشی فاضل محمد نواب خاں ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلہ کو مدعو کیا گیا۔ چنانچہ ثاقب صاحب ازرہ اخوت شریک جلسہ ہوئے اور ایک نظم جو وہ اس تقریب کے لئے لکھکر لائے تھے دلکش لہجہ میں پڑھکر سنائی اور جلسہ کو خوب گرمایا۔ اس نظم سے پہلے ایک پر جوش تقریر کی اور چند آیات قرآنی کی تفسیر فرمائی خدا ان کو اس کا اجر عظیم دے۔ اور جناب شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکہ دار کمسٹریٹ انبالہ توپخانہ بازار کو بھی جزائے خیر دے کہ انہوں نے بوجہ ان تعلقات کے جو ثاقب سے ہیں ثاقب صاحب کو آنے کی اور شمول جلسہ کی تحریک فرمائی جس کو انہوں نے ایک دینی خدمت سمجھکر منظور فرمایا اور کلفت سفر کو گوارا کیا۔ جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء۔

خاکسار فضل احمد سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ۔ ۳ راکتوبر ۱۹۰۷ء

بند اول

مرحبا اے بزم یاران طریقت مرحبا
آج ہے تیرے لئے دریائے رحمت جوش میں
نازکر اے بزم یاران طریقت بخت پر
حبذا اقبال تیرا حبذا بخت سعید
تیری اقبال اور سعادت کے ہیں آج دن
جس مبارک روز کو تڑپا کئے عالم کو دل
ساری دنیا تیرہ و تاریک تھی جس کے بغیر
مہدی آخر زمان و احمد والا الشان
نور حق آیا تو باطل کی سیاہی اٹھ گئی
اک دم اعجاز سے صد سالہ مردے جی اٹھے
وہ مسیحائے جہاں جسکی دعاؤں کے طفیل
کچھ تو بتلاؤ نہیں تھا کون لگہ زندہ ہوگی
کچھ سنا ہو گا کہ اک غیر بہ سیرت کے گیٹ
یہ وہ سلطان القلم ہے جسکی تحریروں کا زور
کر دیا ہے کند جس نے تیغ خون آشام کو

مرحبا اے مجلس اخوان باصدق و صفا
ہو جزن تیرے لئے ہے بحر الطاف خدا
آج تو خیر الامم ہے تجھ پہ ہے فضل خدا
خوش نصیبی پر تری ہے مرحبا صد مرحبا
تیرے سر پہ ظل پیغمبر کا آبیٹھا ہما
تیرے اطمینان دل کو آج وہ دن آگیا
آج اس بدر منور نے جہاں روشن کیا
شمع وحی خدا سر چشمہ نور ہدیٰ
نور حق کی روشنی سے حرف باطل مٹ گیا
کر گئے ہونٹوں میں کچھ بیمار اچھا ہو گیا
جو اٹھا جھوٹا نبی اس کے مقابل مرگیا
جا سنے ہو خوب امریکہ والے الیشیا
کر دیا انفاس عیسٰے نے آ کبھی اور وہ ہوا
دل بدن ٹوٹ گیا دشمن کا جی گھٹا گیا
ہے قلم اس کا کہ جس کا رعب سب پہ چھا گیا

آئے تم دار الامان میں اس جری کو مانکر
حق تو یہ ہے تم نے حق مانا اسے پہچان کر

بند دوم

اس نے جو باتیں سنائیں ہیں بڑی ہی کام کی
یہ خدا کے حکم ہی سے دین کو آیا ہے حکم
قید و فنصد رکی کانوں میں ہو پہنچائی خبر

دین کی عزت بڑھائی آمد و اسلام کی
فرض ہے ہم پہ تعمیل اسکے سب احکام کی
اپنی تبلیغ رسالت کی صدا رعام کی

حضرت خیر الرسل کا اسکو ہو پہنچا پیام
جسکو جسکو دشمنوں نے کیں بہت سرگوشیاں
ابتدا میں دشمنوں کی تھی دم و دم بہت
پست فطرت صاحب الہام بنتے ہیں گئے
آسماں پہ جا چکو تھی پست کو قرآں کی حرف
جسم جنکی تھی کعبہ دل میں بتوں کی دوستی
گنج خلوت سے نکالا دست قدرت نے اسے
دین حق کی ہو ترقی نصرت اسلام ہو
روز و شب صبح و مسا تھی فکر دلمیں جو غمزدہ
دھن تھی اگو جی میں بس دین کی اشاعت کے لئے
دین احمد کی حمایت میں تھی جیبی اسے
زندگانی مسیحا کا عقیدہ الحیاۃ

ہمنے صورت دیکھ لی جیتے گند غلام کی
کچھ نہ چلنے پائی پیری ساعی و نمام کی
بجز خدا کے تھی خبر کسکو بھلا انجام کی
کھولدی اس نے حقیقت وحی کی الہام کی
سچ تو یہ ہے دینداری رنگی تھی نام کی
بڑھتی جاتی تھی پرستش خلق میں اوہام کی
الصلا الصدا تھی شہرت اور اس گمنام کی
تھی دعا اسکی یہ روز و شب بگاہ شام کی
حضرت ختم الرسل کی عزت و اکرام کی
اک لگن تھی اسکو دل میں دین کے پیغام کی
اپنی آسائش کی فکر اسکو نہ کچھ آرام کی
اس نے کی تردید سچ اس خیال خام کی

اس نے بتلایا ہمیں خود پڑھکے پیغام خدا
نقش دل کی لوح پر آکر کیا نام خدا

بند سوئم

تنگ رہی تھی راہ جسکی آج وہ رہبر ملا
جسکی دربانی پہ نازاں تھے سلاطین جہاں
جس نے یاجوج اور ماجوج پسپا کر دیئے
شہد سے میٹھا ہمیں اور دودھ سے بڑھکر سفید
تشنہ لب تھے دشت ناکامی میں اور حیران تھے
اسکی یہ کوشش کہ نکلیں کفر سے مومن ہیں
دین حق کا خون پیاسے جو تھے آخر انہیں
ضد میں بڑھتے ہی گئے یہ جاہلان سنگدل
چھین لیں سارے قوا عقل و خرد سمع و بصر
امت مرحوم کے اقبال کی چمکے نصیب
اس نے سمجھایا کہ ہے قرآن ہی روشن کتاب
یہ وہ نورانی ورق ہیں جسکا ہر اک حرف ہے
یہ وہ دریا ہے کہ جسمیں جب نہا ہیں ہم
فاتحہ کی ایک ہی تفسیر سے جو اس نے کی
جب صف آرائی ہوئی ہم علم کی میدان میں

خادم دین محمد ظل پیغمبر ملا
ہم کو اس سلطان اقلیم سخن کا در ملا
ہم کو وہ بارعب ذوالقرنین اسکندر ملا
شکر للہ آج ہم کو چشمہ کوثر ملا
ساقی کوثر کے دست خاص سے ساغر ملا
مصلح امت کو امت سے لقب کافر ملا
جانکنی کی پیاس میں آب دم خنجر ملا
انکو اس دل کی قساوت سے بھلا پتھر ملا
کافر نعمت کو آخر کفر کا کیفر ملا
جب اسی پیپلے فرخ فال نیک اختر ملا
پیکر انسان کو جس سے نور سے زیور ملا
اک سفینہ نور حق کا علم کا دفتر ملا
معرفت کا علم و حکمت کا ہمیں گوہر ملا
علم کا در ہم کو اور عرفان کا حیدر ملا
صف شکن ہو کر صف دشمن پہ وہ صفدر ملا

نام احمد پر ہیں قائم انجمن ہائے علوم
ہیں اس کے فیض سے تازہ چمن ہائے علوم

بند چہارم

ہم ہے شیدا اب تاب عاشق قرآں ہوئے
پہلے ہم روتے تھے اور جلتے تھے ہو جر میں
خوں رلاتی تھیں پہلے جنہاں سنگدل
ہو گئے ہیں آب موتی اب ہماری آنکھ میں
پاستاد کہاں تھا ہم کو آسمان کے جور سے

بزم حق کی شمع کے پروانۂ سوزاں ہوئے
اب کلام حق کے بستاں کے گل خنداں ہوئے
اب خدا کی خوف سے ہم پھوٹ کر گریاں ہوئے
موتیوں سے علم کے پر جیب و داماں ہوئے
اب خدا کے آستاں کی رحم سے شاداں ہوئے

Spare copy

شکر صد جامہ اسلام زیب تن ہوا
ہیں ڈالا تھا ہمیں یا آسیا دہر نے
یا تو ہم دنیا پہ کرتے تھے دین و دل نثار
یا نماز دل میں نہ ملتا تھا ہمیں کچھ بھی سرور
آسماں سر پر اٹھا لیتے تھے ہو کر دردمند
یا کھٹکتے تھے یہ دل میں بن کی کانٹا روز و شب
دین کو دنیا سے برتر جاننا لازم ہوا
بے سروسامانیوں کا دور شکوہ ہو گئے
نیک کاموں کو ادا کر ہمیں جنت ملگئی
بن گئے دیندار اور داخل ہوئے اسلام میں

جب لباس کبر و رعنائی سے ہم عریاں ہوئے
سائر غم اب پائمال گردش دوراں ہوئے
یا فقط اب دین اور ایمان پر قربان ہوئے
یا نمازوں میں ہی ہم مست مئے عرفان ہوئے
یا دعاؤں سے ہمارے درد کو درماں ہوئے
آج پورے اپنے دل کی حسرت و ارماں ہوئے
جب کہ اک مرد خدا کے ہاتھ پر پیماں ہوئے
بے سروسامانیوں میں عیش کے ساماں ہوئے
بس اسی دنیا میں ہی حور اور غلماں ہوئے
ہادی برحق ہمارے مہدی دوراں ہوئے

احمدیت کیش ما شد میرزا احمد رہنما
ہم غلام احمد والا نشاں شد مقتدا

بند پنجم

کھینچ کر یکجا کیا ہے جذب الفت نے ہمیں
لذت دین محمد سے ہوئی شیریں زباں
ہے کوئی ایران کا اور کوئی ہے توران کا
امن جوئی کا سبق ہم کو دیا اسلام نے
ہم کو تسلیم و توکل نے بتایا سیر چشم
اللہ اللہ کیا ہی خوش قسمت ہیں ہم اور وہ تو
گو زلیخا کی وہ جذبے نہیں ہم میں مگر
خدمت اسلام میں ہے شان سرداری عجیب
غار بیدینی میں سے آخر لیا ہم کو نکال
ہے یہ اک ادنیٰ کرشمہ عیسوی انفاس کا
نکتہ ہائے معرفت سے کر دیا آگاہ خوب
ابن مریم کا نزول اور نکتہ کسر صلیب
تا قیامت چشمہ فیض الٰہی ہو رواں
سب کتابوں میں ہی قرآن ہی سچی کتاب
جوش دل سے مانگتے ہیں ہم رگ حق سے دعا

یکدل و یکجاں کیا جوش محبت نے ہمیں
کر دیا روشن بیاں نور نبوت نے ہمیں
شیر و شکر کر دیا حق اخوت نے ہمیں
مسکنت کے گر سکھائے احمدیت نے ہمیں
اک خزانہ دے دیا صبر و قناعت نے ہمیں
بخشدی آزادی مذہب حکومت نے ہمیں
لا بٹھایا ہے یہاں یوسف کی چاہت نے ہمیں
فخر سرداری دیا مذہب کی خدمت نے ہمیں
کھینچ کر اللہ کے دست عنایت نے ہمیں
کر دیا مردوں سے زندہ فیض صحبت نے ہمیں
آکے سلطان القلم شاہ ولایت نے ہمیں
کر دیا حل فطرت اور آئین سنت نے ہمیں
خوب سمجھایا یہ منہاج نبوت نے ہمیں
یہ سبق انور دیا بس عقل و عادت نے ہمیں
یاد فرمایا ہے یاران طریقت نے ہمیں

تا قیامت قائم رہے یہ احمدیہ انجمن
طائران قدس کا ہو آشیانہ یہ چمن

بقایا دار احباب توجہ کریں

خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ سال رواں سے تیسری سہ ماہی بھی ختم ہو گئی ہے جن حضرات کے ذمہ بقایا ہے وہ اپنے ذمگی حساب سے باق کر کے ممنون فرماویں۔

ایک دلی جوش کا اظہار

میرے محترم مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ لاہور کا نام نامی ایسا نہیں جو میرے کسی تعارف کا محتاج ہو۔ خواجہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم رکن اور فدائی ہیں صدر انجمن احمدیہ کے مشیر قانونی ہیں۔ خواجہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے ایک سلیم دل اور غور کن دماغ عطا فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں قلم اور زبان دونو پر حکومت عطا فرمائی ہے اگرچہ خواجہ صاحب بہت ہی کم مضمون نویسی کیطرف توجہ کرتے ہیں لیکن جب کبھی انہوں نے مضمون لکھا ہے تو بلا مبالغہ وہ قوم کے دائرہ سے باہر بھی تعلیم یافتہ پارٹی میں نہایت عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھا گیا ہے اس امر سے تو بہت ہی کم لوگ واقف ہوں گے کہ خواجہ صاحب نے طبیع رسا پائی ہے اور نثر کے ساتھ فارسی اردو نظم پر بھی انہیں مقدرت ہے۔ یہ عجیب بات ہے جو شاعروں کی دنیا میں کم پائی جاتی ہے کہ خواجہ صاحب نے بہت عرصہ ہوا شاعری کو قریباً ترک کر دیا ہوا ہے اور ایسا ترک کیا کہ سوائے چند آدمیوں کے جو ان ایام کے خواجہ صاحب کے واقف ہیں دوسروں کو علم ہی نہیں کہ وہ شاعر ہیں۔ بہرحال مجھے یہاں خواجہ صاحب کی شاعری پر ریویو کرنا مقصود نہیں بلکہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایک شاعر دوست کے کسی خط نے خواجہ صاحب کی طبیعت پر برقی اثر کیا اور شاعری سے سرد ہوئی ہوئی طبیعت پھر گرم ہو گئی اور باسی کڑی میں ابال آگیا۔ چنانچہ انہوں نے فارسی زبان میں ایک نظم اس کے خط کے جواب میں لکھی۔ اور والا محترم ہمعصر بدر نے شایع کی ہے۔ میں اس نظم کو شاعری کے پہلو سے درج نہیں کرتا اور میرا یہ کہنا بھی اس کی شاعرانہ شان کو کم نہیں کرتا اس لئے کہ شاعرانہ خوبیاں اور کمال بھی اس نظم میں موجود ہے مگر میرے اپنے خیال میں اس نظم کا حسن اس کا مضمون ہے اس مضمون میں خواجہ صاحب نے صحبت صادقین کی فلسفی اور اس سے مستفیض ہونے کا گر بیان کیا ہے۔ اور کسطرح پر ایک طالب سلوک و ہدایت کو مرشد کے حضور ہمیشہ صبر اور استقامت کے ساتھ بیٹھنا چاہئے۔ اس نظم کا ایک ایک شعر ایک شرح چاہتا ہے میں اسے خود ناظرین کی پر غور طبیعت پر چھوڑتا ہوں۔ اور اسے خواجہ صاحب کی اصلی چٹھی کے ذیل میں درج کر دیتا ہوں + خدا کرے کہ ہم اس اصل سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین۔

ایڈیٹر۔

نحمدہ و نصلی۔ مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔

میرے ایک دوست ہیں جو شاعر بھی ہیں۔ وہ اعلیٰ حضرت کے مرید ہیں اُن کی ایک جدید چٹھی نے میرے دل میں ذیل کے اشعار لکھنے کی تحریک پیدا کر دی۔ میں شاعری سے چنداں انس نہیں رکھتا۔ لیکن میرے دل کے درد نے جو ایک شاعر دوست کے لئے میں محسوس کرتا ہوں مجھ سے آج یہ شعر لکھا دیئے میں چاہتا ہوں کہ وہ ایشیائی شاعری سے بالکل الگ ہو کر پاک شاعری کو اختیار کریں۔ ممکن ہے ایک شاعر کی نگاہ میں یہ شعر لغزش سے خالی نہ ہوں۔ لیکن ارباب سخن اس تنقید یا سخن گستری کی

بخکا ہے نہ دکھ نہیں بلکہ ایک درد کا اظہار ہے جو ایک دوست کے سچے اضطراب پر جو اس کسب سلوک کے لئے ہے میں محسوس کرتا ہوں۔ میری جیب بسبب کسب سلوک کے ان منازل کو بہت جلد طے کرنا چاہتی ہے جو استقامت۔ ابتلا۔ تلخ کامی۔ صبر۔ ثبات قدم۔ ہنگی تبدیلی مرشد کے حضور ایک لمبی اقامت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ مرشد کے حضور چند دن کا قیام نفع رساں نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے سلسلہ عالیہ کے احباب میں بھی بہت سے دوست اس قسم کی اضطراب اور شتاب کاری میں مبتلا ہوں اس لئے میں نے پسند کیا کہ ان شعروں کو جو محض ایک دوست کے عنایت نامہ کا جواب تھے۔ آپ کے پاس بغرض اندراج اخبار بھیجدوں۔ درج فرماکر مشکور فرمادیں۔ والسلام

(خواجہ کمال الدین وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور)

میکدہ دیدہ نگر بوشسیدی تو ہنوز
در پئے زلف و خط عمر پریشان کردی
شورش آغ در زغن کردہ خوش۔ داغ نگر
نورسی گوہش۔ ز سموم عدم صبر و ثبات
فصل گل بر سر۔ بال و پر شوقت چہ شدہ
رو۔ خیال ہے گلفام مکن دور از سر
طلب بادہ ور در کشی اعتجاب
بہ حرم بار ترا۔ لیک ثبات تو چہ شد
انکہ اوصاف ملائک ہمہ در طبع تو ہست
طوطی طبع تو شیریں سخنی کے باید
شمع سان بار دمند شبستان نہ چو
ہمتی و بینش تو جولانگہ افلاک کمال

ساغر جام اقامت نہ چشیدی۔ تو ہنوز
سنبلستان حقیقت کہ ندیدی۔ تو ہنوز
نغمہ مرغ معارف نہ شنیدی۔ تو ہنوز
در خیابان طریقت چو دمیدی۔ تو ہنوز
بچمن آمدہ دانہ نہ چیدی۔ تو ہنوز
شیر پستان بلا ہا نہ مکیدی۔ تو ہنوز
جرعہ جام محبت نہ چشیدی۔ تو ہنوز
جز تم روے نگارین۔ ندیدی۔ تو ہنوز
لیک با زوے ہمت نہ پریدی۔ تو ہنوز
انکہ از بیجہ (صیاد) رسیدی۔ تو ہنوز
کہ چو یک دانہ بجو دنہ طلبیدی۔ تو ہنوز
چہ شد عزمت کمر ہستی نہ جہیدی تو ہنوز

نماز تراویح کے متعلق ایک ضروری استفسار

۱۔ سب مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیا اس کے یہ معنے نہیں کہ جب کوئی مسلمان یہ پڑھتا ہے تو یہ اقرار کرتا ہے کہ میں آئندہ ہر ایک کام میں اپنا مقصود۔ اپنا مطلوب۔ اپنا محبوب۔ اپنا معبود صرف ایک ذات یگانہ کو یقین کروں گا جس کا نام اللہ ہے۔ اور اپنے خیال و عقیدہ و فعل کو اسی اعلےٰ ہستی کے احکام کی ماتحت رکھونگا۔ اور وہ احکام جس رسول کی معرفت ظاہر ہوئے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس اسی محمدی گورنمنٹ کی ماتحت اپنے روحانی ملک کا انتظام رکھونگا۔ اور اس سے سر مو انحراف کو بغاوت تصور کروں گا۔

اب اس عہد کی خلاف ورزی کے وعید کو مدنظر رکھکر کوئی مسلمان ایسا کام عبادت یقین کرکے۔ کرنے میں روحانی مسرت حاصل نہیں کرسکتا۔ جو خود نہ تو باوجود ضرورت وموقعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور نہ ان کے سامنے ان کی پاک (خیر القرون) کی حریص جماعت نے۔

۲۔ یہ حدیث سب مسلمان صحیح مانتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلعم کی عبادت کی نسبت ازواج النبی سے کچھ لوگوں نے پوچھا انہوں نے اس عبادت کو کم سمجھا تو آپ نے فرمایا جو میرے طریقہ پر کچھ کمی و بیشی کرے یا ہٹے وہ مجھ سے نہیں۔

بزہد و ورع کوشش و صدق و صفا۔ ولیکن میفزا ے بر مصطفےٰ

مندرجہ بالا دو باتوں کو مدنظر رکھکر ہم یہ پوچھتے ہیں تمام حنفی مولویوں اور مسجد کے اماموں سے جنمیں سے بعض یہ غرا وادیکر کہ جو روزہ رکھکر نماز تراویح نہ پڑھے۔ اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ عجب بے ہنگم طریق سے جماعت کراتے اور نہ رکوع نہ سجدہ نہ قومہ نہ جلسہ نہ قرأت مطابق شریعت کرتے ہیں اور انسے جو بیس رکعت پڑھاتے ہیں کہ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے۔ کہ کیا نبی اکرم صلعم نے بہ جماعت اور بہ عزم بیس رکعت نماز پڑھائی ہے ؟ یا کیا اس زمانہ کے صحابہ کرام نے آپکے عین حیات اور حضرت ابو بکر کے زمانہ خلافت میں کسی نے کبھی تراویح کے نام سے کوئی نماز بیس رکعت بلکہ آٹھ رکعت بھی بالکل جماعت کے ساتھ بالخصوص اول دو تین شب پڑھی تھی ؟ حالانکہ اس ہیئت وطرز موجودہ سے اسقدر عزم و تاکید کیساتھ پڑھی جاتی ہو۔ پھر ہم یہ پوچھتے ہیں کیا حضرت عمرؓ نے خود یہ نماز باجماعت پڑھی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ پچھلی رات پڑھنے والے ہر طرح فضیلت رکھتے ہیں۔ جب ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے۔ تو پھر ہم مسلمان کیا ان پاک صحابہ سے بڑھکر ہیں کہ ان سے زیادہ عبادت کریں اور کیا ہمیں ایمان کی ضرورت نہیں جو وہ عبادت بایں طرز کریں جیسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فصلوا ایھا الناس فی بیوتکم۔ کہ اے لوگو اس نماز کو اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔ (مشکوۃ) اور جسکی نسبت تمام احادیث صحاح سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ رمضان میں کوئی الگ نماز تراویح کے نام سے نہیں۔ بلکہ وہی تہجد کی نماز ہے جس کی نسبت رمضان میں بغیر عزیمت آپ تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مسلم میں اسے صلوۃ اللیل اور وتر فرمایا۔ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ رمضان میں پڑھتے نہ غیر رمضان میں جو لوگ کہیں کہ فرض ہو جانے کے خیال سے چھوڑ دی تو ان سے پوچھا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں تو یہ خوف نہ رہا تھا۔ انہوں نے کیوں نہ پڑھائی نہ پڑھا یا جانیکا حکم دیا۔

تعجب کہ تہجد کی نسبت تو صریح حکم قرآن میں موجود ہے اسے تو پڑھنے کا اہتمام چھوڑ پروا نہیں اور جس کا حکم نہ قرآن میں نہ حدیث میں اس کے لئے یہ زور اور پھر تعمیل ایسی ردی کہ ایک دم میں الحمد و سورت پڑھ گئے کوئی اونگتا ہے کسی کا خیال کدھر ہے۔ کسی کا کدھر نہ رکوع ہے نہ قومہ نہ سجدہ۔

بعض کہتے ہیں ہمارے اماموں نے یہ حکم دیا ہے۔ مگر کیا آئمہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایسی باتوں کو نکالیں جو نہ رسول کریم صلعم نے کیں نہ ان کے سامنے صحابہ کرام نے۔

الملتمس

محمد ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پنجاب

(فتح محمد)

پردہ

سیدنا حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب سلمہ اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت! گرمی کا موسم ہو اور اس پر پرلے درجہ کا حبس ہو۔ لوگ گلے میں قمیص تک کا ڈالنا بوجھ سمجھتے ہوں۔ مکان بھی تنگ ہو مردانہ زنانہ علیحدہ علیحدہ نہ ہو۔ ہر وقت ایک ہی مکان میں مردوں اور عورتوں نے زندگی بسر کرنی ہو۔ مگر وہ سب کے سب محرم ہوں نامحرم کوئی نہ ہو۔ تو ایسی حالت میں جوان لڑکیاں جنہیں دو وقت باورچیانہ کا کام بھی خود کرنا پڑتا ہو۔ اپنی قمیصوں کے اوپر سے اوڑھنیاں اپنے والد اور حقیقی بھائیوں اور سسر کے روبرو گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔ یا کیا کوئی اور بھی آسان طریقہ شریعت محمدیہ میں ان نوجوان لڑکیوں کے لئے خوش حال زندگی بسر کرنے کا ہے؟ یا یہی۔ کہ وہ دن رات پسینہ میں ڈوبی ہوئی غایت درجہ کی گھبراہٹ میں زندگی بسر کریں۔

بدقسمتی سے مسلمانوں کی لڑکیوں نے ہندوؤں کی مستورات سے جو سسر سے غیر محرموں کی طرح پردہ کرنے کی بدرسم لے لی ہے۔ اس پر بھی آنجناب کچھ زور قلم دکھا دیں۔ تا یہ بری رسم جاتی رہے۔ الحمد للہ علےٰ احسانہ کہ ہمارے ہاں سے تو یہ رسم بالکل جاتی رہی ہے۔ مگر حضور بڑی مشکلوں کے ساتھ اسے گھر سے نکالا ہے اس کے جواب میں۔ حضور بدر دالحکم میں۔ عام لڑکیوں کی سہولت اور جاہل والدین کی آگاہی کیلئے شائع کرا دیویں۔ والسلام۔

خاکسار غلام محمد پھلوری احمدی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔

الجواب

پردہ اگرچہ دین اسلام کی خصوصیات سے ہے لیکن بایں ہمہ شارع علیہ السلام نے دین اسلام میں کوئی ایسی تنگی نہیں رکھی جس سے اہل اسلام کو حرج واقع ہو۔ چنانچہ اس مسئلہ پردہ کے مستثنیات کلام مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ۔ اور چاہئے کہ عورتیں اپنے سینوں پر اوڑھنی ڈالا کریں اور اپنی زینت کو نہ ظاہر کریں۔ یہ تو پردہ کا حکم ہے۔ کہ اوڑھنی اوڑھنے سے مراد سینہ اور کان اور چہرہ اور گردن سب دکھائی نہیں دینے کے۔ لیکن اگر یہ پردہ کا حکم کلی طور پر ہوتا تو جو لوگ گھر میں مل جلے رہا کرتے ہیں اُن سے ایسا پردہ کرنے میں سخت حرج واقع ہوتا تھا۔ اس لئے اشخاص ذیل کو مستثنےٰ فرما دیا ہے۔ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ مگر اپنے شوہروں کو غیر شوہروں سے تو پردہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ باقی اور لوگوں محرموں کو بھی استثناء بیان ہوئے ہیں۔ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُولَتِهِنَّ یا اپنے باپ یا اپنے خاوندوں کے باپوں کو یعنی سسر۔ پس سسر پردہ کے استثناء میں مانند باپ کے ہے۔ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں سے اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ یا اپنے بھائیوں اور بھتیجوں سے اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۔ یا اپنی عورتوں کے سامنے یا اپنی مملوک لونڈیوں کے سامنے۔ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ ۔ یا وہ خادم مرد جس کو عورت کی حاجت ہی نہیں۔ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۱۸/۱ یا وہ لڑکے جو ہنوز عورت سے واقف ہی نہیں ہوئے ان سب کے سامنے مستورات کا بے پردہ ہو کر سامنے آنا جائز ہے۔ کیونکہ ان سب سے برے کام کی توقع نہیں ہوتی ہے۔ اَوْ نِسَآئِهِنَّ سے یہ مراد ہے کہ جو عورتیں مشرکہ یا فاحشہ ہوں۔ اُن بیبیوں کو اُن سے بھی پردہ کرنا چاہئے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں عیسائی عورتیں ہیں۔ جن گھروں میں خلاف حکم خدا اور رسول کے ایسی عورتوں کی آمد و رفت دیکھی گئی اس گھر میں بڑے بڑے فتنہ پیدا ہو گئے۔ اس لئے قرآن مجید نے اول ہی سے اس کا انسداد فرما دیا۔ اور مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ میں اگرچہ لونڈیاں اور غلام سب آ گئے۔ لیکن اس بارہ میں مذہب امام اعظم صاحب کا پسندیدہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام صاحب مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے مراد صرف لونڈیاں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ غلام جبکہ اجنبی ہے محرم نہیں۔ شوہر نہیں اور قوت رجولیت بھی اس میں موجود ہے۔ لہٰذا اس سے بھی پردہ کرنا چاہئے۔ اور اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ سے مراد وہ بڈھے بیہوش مراد ہیں جنکو عورت کی بالکل خواہش نہ رہی ہو یا عنین ہی ہوں۔ پس ان لوگوں سے پردہ کرنے کے لئے کوئی ضرورت نہیں۔ اور ان اشخاص مذکورین سے پردہ نہ کرنا عین مقتضائے حکمت کا ہی ہے۔ کیونکہ باپ تو خود اپنی بیٹی کو ہر ایک برائی سے بچایا کرتا ہے۔ چہ جائے فحشا کے پھر اس سے پردہ کرنے کے کیا معنے۔ بجز اس کے کہ ایک حرج عظیم واقع ہو۔ علیٰ ہذا القیاس اور خاوند کا باپ یعنی سسر کب چاہتا ہے کہ میری بہو میں کوئی عیب پیدا ہو جائے اور خاوند کا بیٹا بھی جبکہ باپ کا خادم ہوتا ہے۔ تو اس کی زوجہ یعنی اپنی مادر کا بھی خادم ہو جائیگا اور بعد باپ کے بھائی بھی اپنی بہن کا ولی ہوتا ہے اور بغیر موجود ہونے بھائی کے بھتیجا بھی عورت کا ولی ہے۔ اس سے بھی پردہ کرنے میں بڑا حرج ہے علیٰ ہذا القیاس۔ بھانجہ بھی مانند بھتیجے کے ہے۔ قرابت میں جیسا کہ بھتیجا اپنی پھوپھی کے حق میں کوئی عیب ہرگز پسند نہیں کرتا اسی طرح بھانجہ بھی اپنی خالہ کے حق میں کب برائی پسند کر سکتا ہے۔ اور جو اپنے کنبہ کی عورتیں ہیں۔ یعنے مومنات اُن کا ایمان مانع ہوگا کہ کوئی فحشا اپنے خاندان کی مومنات عورتوں میں واقع ہو اور خدمتگار بڈھے بیہوش یا لڑکے ناواقف جنکو ابھی تک کوئی شعور ہی نہیں پیدا ہوا۔ ان سے بھی پردہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس ایسی حالت میں جو آپ نے سوال میں قائم کی ہے عورتیں اور جوان لڑکیاں اپنی اوڑھنیاں اتار سکتی ہیں اور زینت مصنوعی جیسا کہ لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی یا کاجل وغیرہ کے ظاہر کرنے کی اجازت اشخاص مذکورین سے آیت میں موجود ہے علیٰ ہذا القیاس زینت خلقی اور قدرتی کے ظاہر کرنے کی بھی ان اشخاص مذکورین سے اجازت ہے۔ جیسا کہ ہاتھ منہ جو بضرورت ان لوگوں مذکورین سے ظاہر کرنا پڑتا ہی ہے اور چچا سے بھی پردہ نہیں ہے کیونکہ چچا کو شریعت میں حکم باپ کا ہے اسی لئے آیت میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ باوجود ان سب امور کے اگر ان لوگوں سے بھی کسی فتنہ اور فساد کا مادہ خاص میں خوف ہو تو وہ بات علیحدہ ہے۔ پھر ایسی صورت خاصہ میں وہی پردہ کا حکم ہے۔ کہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ۔ کیونکہ جملہ احکام شارع علیہ السلام کے مبنی بر حکم و مصالح کے ہوا کرتے ہیں۔ اگر کسی مادہ خاص میں وہ حکمت اور مصلحت فوت ہوتی ہو تو حکم بھی بدل جاتا ہے۔ غرضکہ دین اسلام میں کوئی تنگی اور حرج بھی نہیں ہے اور فتنہ اور فساد کے ابواب کو بند کرنا بھی شارع علیہ السلام کا

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۲۸ر ستمبر بوقت عصر

ٹیکا ایک دوا ہے

کسی نے ٹیکہ لگوانے کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی بیماری نہیں جسکی دوا نہ ہو ٹیکا بھی ایک دوا ہے۔

حقیقی مسلمان بنو

مسلمانوں کو اگر وہ مسلمان بنجاویں۔ تو خدا ہی انکا ہے۔ چاہئے کہ جسجگہ بیماری زور پکڑ جاوے وہاں نہ جاویں اور جسجگہ ابھی ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے باہر کھلی ہوا میں چلے جائیں مکان بدن اور کپڑے کی صفائی کا بہت خیال رکھیں۔ کوشش تو اس کے روکنے کی بہت ہو رہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار

حالتوں میں تبدیلی کرو

فرمایا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم $\frac{13}{2}$ یاد رکھیں کہ اللہ اس حالت کو نہیں بدلائیگا جبتک وہ اپنی حالت میں یہ لوگ خود تبدیلی نہ کریں۔ مجوزوں نے سب زور اسباب کے مہیا کرنے میں لگا دیا ہے اگر یہ بیماری دور بھی ہو جاوے تو ممکن ہے کوئی اور بلا آجاوے۔ توکل کی جو بات خدا نے ہمیں سکھائی ہے وہ تو ان کے وہم میں بھی نہیں آتی ہوگی۔ اگر اسباب اور دوسری باتوں پر اتنا بھروسہ کیا گیا تو شائد کوئی اور وبا آجاوے۔ ہماری جماعت کے لئے بہت بہتر ہے کہ جسجگہ کوئی چوہا مرے تو وہاں سے نکل جاوے۔ اور دور اندیشی تو یہ ہے کہ پہلے ہی سے جگہ تجویز کر رکھی جاوے۔ اور عام میل جول نہ رکھے صرف اپنے زیادہ قریبیوں اور دوستوں سے ملاقات رکھنی چاہئے۔ ایسے دنوں میں کثرت سے پرہیز کرنی چاہئے۔ اور گندی اور زہریلی ہوا سے علیحدہ رہنا چاہئے

والرجز فاھجر

خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے والرجز فاھجر $\frac{29}{15}$ اور پھر آنحضرت صلعم نے بھی ایک ایسی جگہ پر ٹھہرنے سے منع کیا تھا جہاں پہلے ایک دفعہ عذاب آچکا تھا۔

قہر الٰہی ابھی بھڑکنے والا ہے

فرمایا۔ طاعون کیسا قہر الٰہی ہے کہ ہر سال پھر یہ آجاتی ہے اور پھر ایسی آتی ہے کہ لوگ دیوانہ کی طرح ہو جاتے ہیں اور سننے میں یہ بھی آتا ہے کہ بعضے آدمی قبریں پہلے ہی سے کھود رکھتے ہیں۔ بڑے ہی خوفناک دن ہوتے ہیں۔ اور خدا نے یہ جو دوبارہ فرمایا ہے کہ گذشتہ طاعون کی نسبت آئندہ شدت سے طاعون کا حملہ ہونیوالا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی نہایت ہی خطرناک دن آنیوالے ہیں۔ اور آگے کی نسبت سخت زور سے طاعون پھیلنے والی ہے

فرمایا۔ بالفرض اگر کسی انسان کا گھر محفوظ بھی رہے مگر ہمسائے کے گھر میں چیک چہاڑا اور شور و غوغا ہو تو وہ بھی ایک مصیبت ہے۔

فرمایا خدا کے الہام کے مطابق سخت اندیشہ ہے کہ اسی سال ہی یا دوسرے سال ایسی سخت طاعون پڑے کہ پہلے نہ پڑی ہو اس لئے یہ دن نہایت خوف کے دن ہیں۔

طاعون کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہوا ہے کہ میں روزہ بھی رکھونگا اور افطار بھی کرونگا۔ اسپر ایک شخص نے عرض کی کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا بھی اب روزے رکھنے لگ گیا ہے۔

فرمایا۔ ساری کتابوں میں اس قسم کے فقرات پائے جاتے ہیں۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرًا $\frac{2}{9}$ ید اللہ فوق ایدیھم $\frac{26}{9}$ ایسے فقرات قرآن مجید میں لکھے ہیں

کلام الٰہی میں استعارات بھی ہوتے ہیں

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ خدا تردد کرتا ہے۔ توریت میں لکھا ہے خدا طوفان لا کے پھر پچھتایا۔ یہ تو استعارات ہوتے ہیں انپر اعتراض کرنے کے معنے ہی کیا بلکہ ان سے تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اس بات کو سوچنا چاہئے کہ بناوٹ والے انسان کو کیا مشکل بنی ہے جو وہ جان بوجھکر ایسی باتیں کرے جنپر خواہ نخواہ اعتراض ہوں۔ دیکھو قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دو۔ اس وقت بھی بعض نادان لوگ کہنے لگ گئے تھے کہ نواب خدا مفلس اور محتاج ہو گیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ اگر اللہ چاہتا تو ایسے الفاظ استعمال نہ کرتا اصلیت دیکھنی چاہئے۔ قرض کا مفہوم تو صرف اسیقدر ہے کہ وہ شئے جس کے واپس دینے کا وعدہ ہو ضروری نہیں کہ لینے والا مفلس بھی ہو۔ ایسی باتیں ہر کتاب میں پائیجاتی ہیں۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو لوگوں کو کہیگا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری بیمار پرسی کی وغیرہ وغیرہ یہ تو سب استعارات ہوتے ہیں۔

۲۹ر ستمبر بوقت ظہر

اگر موجودہ عذاب سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تو پہلوں کا کیا اعتبار

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ اس عذاب کی اللہ کریم نے پہلے ہی سے قرآن مجید میں خبر دے رکھی ہے جیسے فرمایا۔ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا عذابًا شدیدًا $\frac{15}{9}$ اور پھر ساتھ ہی قرآن مجید میں یہ بھی لکھا ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا $\frac{15}{2}$ اگر ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھا جاوے تو صاف ایک رسول کی نسبت پیشگوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول کا آنا اس زمانہ میں ضروری ہے۔ یہ کہنا کہ فلاں فلاں رسول کے زمانہ میں یہ یہ عذاب آئے۔ ان لوگوں کے خیال کے بموجب تو جب کل دنیا میں عذاب شروع ہو گیا اس وقت کوئی رسول نہ آیا۔ تو اس بات کا کیا اعتبار رہا کہ پہلے زمانہ میں جو عذاب آئے تھے ان رسولوں کے انکار سے ہی آئے تھے۔ کیسی صاف بات تھی کہ آخری زمانہ میں سخت عذاب آئیں گے اور ساتھ ہی لکھا تھا کہ جب تک رسول مبعوث نہ کرلیں عذاب نہیں بھیجتے ہیں۔ اس سے بڑھکر صاف پیشگوئی اور کیا ہو سکتی ہے

حالت زمانہ ظاہر کر رہی ہے کہ کوئی رسول آوے

زمانہ کی موجودہ حالت بھی اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ کوئی رسول آوے۔ سب دنیا اسباب پر ہی گر گئی ہے اصلی مسبب الاسباب کو بالکل بھلا دیا ہے۔ اور پھر دوسری تباہی یہ آرہی ہے کہ جس شخص کو کوئی بھی خواب یا رویا یا الہام ہوتا ہے وہی اپنے آپ کو مامور من اللہ اور رسول سمجھنے لگجاتا ہے

اور کوئی پچاس آدمی کے قریب ہوں گے جو اسی طرح سے ہلاک ہو رہے ہیں اور خلقِ خدا کو راہِ راست سے پھیر رہے ہیں۔ اور اس زمانہ میں ایسی باتوں کا وہ چرچا پھیل گیا ہے کہ پہلے زمانوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔

الہامات کا اس زمانہ میں بہت چرچا ہے

ایک ہندو میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ فلاں آدمی کی تبدیلی کی نسبت میں نے خواب دیکھی تھی پھر ویسے ہی ظہور میں آگئی تھی اور طاعون کی نسبت بھی پہلے ہی سے خواب دیکھی ہوئی تھی میں نے اس کو جواب دیا کہ انہیں باتوں نے ہی تجھے ہلاک کرنا ہے۔ ایسے ہی ایک چوہڑی اپنی خوابیں بیان کیا کرتی تھی جو اکثر سچی ہوا کرتی تھیں۔ ایسے ہی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ابوجہل کو بھی خوابیں آیا کرتی تھیں اور اکثر سچی نکل آتی تھیں۔ ہر ایک اس فرق کو معلوم نہیں کر سکتا ایسی خوابوں

سچی خوابوں پر نہ پھولو بلکہ اپنی حالت کو دیکھو

وغیرہ پر اپنے آپ کو پاک صاف نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ بلکہ اپنی عملی حالت کو پاک کرنا چاہئے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد افلح من تزکی ۳۰/۱۲ اپنی حالت کا بہت مطالعہ کرنا چاہیئے اور ایسی باتوں کی خواہش ہی نہیں کرنی چاہیئے اگر تخم ریزی سے ہی انسان سمجھ لے گا کہ میں رسول ہوں تو ٹھوکر کھائیگا۔ یہاں تو معاملہ ہی اور ہے اور اس کے شرائط اور آثار ہی الگ ہیں۔

اس جگہ پر بڑی عقلمندی درکار ہے بدر کی لڑائی سے پہلے ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ بکرے ذبح ہو رہے ہیں۔ تو ابوجہل سنکر کہنے لگا کہ ایک اور نبیہ ہمارے گھر میں پیدا ہو گئی ہے۔ چاہیئے کہ انسان اپنی حالت کو دیکھے اور اپنے اس تعلق کو دیکھے جو وہ خدا سے رکھتا ہے۔ اور اپنے نفس کا مطالعہ کرے کہ کہاں تک عملی حالت درست ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ مجھے سچی خواب آگئی ہے۔ یہ تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرعون کو بھی خواب آیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی بادشاہ وقت کی خواب کی تعبیر کی تھی۔ بہتیرے لوگ ہماری جماعت میں ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو بڑے بڑے الہامات لکھکر بھیجدیتے ہیں اور اپنی بڑی بڑی خوابیں اور رویا بیان کرتے ہیں۔ اور ان کی حالت دیکھکر مجھے اندیشہ ہی رہتا ہے کہ کہیں ٹھوکر نہ کھا دیں انکی نسبت تو سادہ طبع لوگ ہی اچھے ہوتے ہیں۔ غرض ایسی تمنا ہی نہیں کرنی چاہیئے۔

۲ر اکتوبر بوقت سیر

ہماری جماعت کے ایک شخص نے کسی غیر احمدی کا سوال پیش کیا کہ آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ درست نہیں کیونکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلعم کے بعد فوت ہوا تھا؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو وہ کونسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے ہم نے تو

صرف جھوٹا نہیں بلکہ جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے

یہ لکھا ہوا ہے کہ مباہلہ کرنیوالوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا۔ آنحضرت صلعم نے اتنا فرمایا تھا کہ اگر تو میرے بعد زندہ بھی رہا تو ہلاک کیا جائیگا۔ سو ویسا ہی ظہور میں آیا۔ مسیلمہ کذاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا اور پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ بات کہ سچا جھوٹے کی زندگی میں مر جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلعم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے اور مخالفوں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے۔ جیسے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ سے ظاہر ہے۔ ہم تو ایسی باتیں سن سنکر حیران ہوتے ہیں دیکھو ہماری باتوں کو کیسے الٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی ولی قطب غوث کے زمانہ میں ہوا کہ اس کے سب اعداء مر گئے ہوں۔ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں تو وہ سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنیوالوں کا

جماعت کو خود سوچکر ایسے سوالوں کا جواب دینا چاہئے

حال ہو رہا ہے۔ مجھے تو اپنی جماعت پر افسوس ہوتا ہے کہ کیا ان میں اتنی عقل ہی نہیں کہ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھیں کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ عقل میں فہم میں ہر طرح سے ترقی کریں اور ایسی باتوں کا خود سوچ کر جواب دیا کریں اور اپنی ایمانی روشنی سے ان باتوں کو حل کیا کریں۔ مگر دنیاداری کے دھندوں میں مست ماری جاتی ہے۔ اتنا نہیں کر سکتے کہ معترض سے ہماری کتاب کی وہ جگہ ہی پوچھیں جہاں یہ لکھا ہے کہ سچے کی زندگی میں سب جھوٹے مر جاتے ہیں۔ بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے۔

جماعت کے واعظوں کو حضرت اقدس کی کتب کا بہت مطالعہ کر لینا چاہیئے

فرمایا۔ اس تحریک سے مجھے یہ بھی یاد آگیا ہے کہ وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بتاتے رہیں۔ اور بات تو کچھ اور ہو اور سمجھانے کچھ اور لگ جاویں دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ ایسے وقتوں میں صرف زبانی فیصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیئے۔ ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؓ کی توہین کیجاتی ہے حالانکہ ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عباد الرحمٰن میں سے تھے اور خدا کے رسول تھے اور دوسرے نبیوں کی طرح وفات پا گئے تھے

اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت ہتک اور بے عزتی کیجاتی ہے اور ان کو گالی دیجاتی ہے۔ حالانکہ ہم ان کو ایک اولو العزم نبی اور خدا کا راستباز بندہ سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر حضرت عیسٰے کا مر جانا ثابت کرنا ان کے نزدیک گالی دینا ہے تو اس طرح سے تو ہم نے نکالی ہیں۔ اور یقین کہتے ہیں کہ دوسرے نبیوں کی طرح وفات پا گئے ہیں۔